Al Basirah البصيرة

V. 15, Issue 01, (June 2026)

Journal Home Page: https://albasirah.numl.edu.pk/

ISSN P: 2222-4548 ISSN E: 2520-7334

پاکستانی نوجوانوں میں ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے سماجی بیانیہ کی تشکیل اور جوابی بیانیے کی حکمت عملی

Digital Media and Narrative Formation among Pakistani Youth: A Study of Counter-Narrative Strategy

Luqman Abu Tayyab, PhD Research Scholar (Islamic Studies), Riphah International University, Islamabad, Pakistan, **Email:** Luqmanabutayyab786@gmail.com

ORCID: https://orcid.org/0009-0001-3312-3109

Received: 29 Nov 2025| Revised: 18 May | Accepted: 25 June | Available Online: 30 June

ABSTRACT

This research explores the intricate relationship between Pakistani youth and digital media in shaping contemporary socio-political and ideological narratives. It examines how digital platforms have evolved into dynamic arenas of meaning production, influencing young people's perceptions, identities, and collective consciousness. Through a descriptive and analytical methodology, the study investigates the dual nature of digital influence, its potential to foster awareness, creativity, and civic engagement, alongside the risks of misinformation, polarization, and cultural disorientation. Drawing upon theoretical frameworks such as Cultivation Theory, Agenda Setting Theory, and Social Learning Theory, the paper situates digital narrative formation within Pakistan's socio-cultural context. It analyzes the prevalence of dominant political, religious, gender, and national discourses circulating online, highlighting their psychological and ideological impact on youth. Furthermore, the research critically evaluates the phenomenon of narrative engineering by both state and non-state actors, as well as the transnational influence of globalization, digital colonialism, and soft power. In response to these challenges, the study proposes a framework for constructing positive counter-narratives grounded in Islamic ethics, national identity, and moral communication. It underscores the pivotal role of educational institutions, media organizations, religious scholars, and civil society in promoting digital literacy, critical thinking, and digital ethics. Ultimately, the paper argues that empowering Pakistani youth to create balanced, knowledge-based narratives is essential for intellectual resilience and national cohesion in the digital age.

Keywords: Pakistani youth, digital media, narratives, counter-narratives, misinformation, digital literacy, narrative engineering, soft power, critical thinking, digital ethics.

Correspondence Author: Luqmanabutayyab786@gmail.com.

Conflict of Interest: The authors declare that there are no conflicts of interest related to the research, authorship, and/or publication of this article, and that the data presented have not been fabricated or falsified.

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Participant Consent: The authors confirm that Informed consent was obtained from all participants, and confidentiality was duly maintained.

Data Fabrication/ Falsification Statement: The author(s) declare that no data have been fabricated, falsified, or manipulated in this study.

Copyright: Author(s) retains the Copyright of this article.

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تعارف موضوع

انسان کی زندگی میں بیانیے کی اہمیت محض کہانیوں جیسی نہیں ہوتی، بلکہ یہ وہ بنیادی سانچے ہیں جو ہمارے سوچنے، سمجھنے اور دنیا کو دیکھنے کے انداز کو تشکیل دیتے ہیں۔ تاریخی طور پر دیکھا جائے تو انسانی شعور کی تعمیر میں ان بیانیوں کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ آج کے دور میں، خاص طور پر پاکستان جیسے ملک میں جہاں آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے، ڈیجیٹل میڈیا ان بیانیوں کو بنانے کا سب سے طاقتور ذریعہ بن چکا ہے۔ یہ تحقیق اس بات کا جائزہ لیتی ہے کہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کس طرح پاکستانی نوجوانوں کی شناخت، ان کے نظریات اور ان کے سماجی رویوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ جہاں ایک طرف ڈیجیٹل میڈیا آگاہی اور تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا موقع دیتا ہے، وہیں دوسری طرف یہ غلط معلومات، نظریاتی انتہا پسندی اور ثقافتی الجھنوں جیسے خطرات بھی پیدا کر رہا ہے۔ اس مقالے کا مقصد ان اثرات کو سمجھنا اور اسلامی اخلاقیات کی روشنی میں ایک ایسا مثبت جوابی بیانیہ تیار کرنے کی راہ دکھانا ہے جو نوجوانوں کی فکری تربیت کر سکے۔

قدیم مفکر ارسطو سے لے کر دورِ حاضر کے ماہرینِ ابلاغ تک، سب اس بات پر متفق ہیں کہ بیانیہ صرف معلومات کا نام نہیں بلکہ یہ انسانی سمجھ بوجھ کو ایک ترتیب دیتا ہے۔ والٹر فشر جیسے ماہرین کا خیال ہے کہ انسان فطری طور پر کہانی سنانے والی مخلوق ہے، جو دنیا کو بیانیوں کے ذریعے ہی سمجھتا ہے۔ جدید دور میں کیس سنسٹین نے ایکو چیمبرز کا تصور پیش کیا، جس کا مطلب ہے کہ ڈیجیٹل میڈیا پر انسان صرف وہی باتیں سنتا ہے جو اس کے اپنے پہلے سے موجود خیالات کے مطابق ہوں، جس سے معاشرے میں تقسیم پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جارج گربنر کی کلٹی ویشن تھوری بتاتی ہے کہ میڈیا کا مسلسل استعمال کس طرح انسان کی ذہنی حقیقت کو بدل دیتا ہے۔ اس مقالے میں ان تمام مغربی نظریات کا موازنہ اسلامی روایات، خاص طور پر قرآن کے (قصوں) کے انداز سے کیا گیا ہے، جو محض واقعہ نہیں بلکہ فکری اور اخلاقی ہدایت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

سوالاتِ تحقیق

اس تحقیق کے بنیادی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے درج ذیل سوالات پر غور کیا گیا ہے:

1. ڈیجیٹل میڈیا پاکستانی نوجوانوں کے سیاسی، مذہبی اور سماجی نظریات کو کس طرح تبدیل کر رہا ہے؟
2. بیانیہ سازی کے اس عمل میں نوجوانوں کو کن بڑے اخلاقی اور فکری خطرات کا سامنا ہے؟
3. اسلامی اخلاقیات اور قومی اقدار کی بنیاد پر ایک ایسا جوابی بیانیہ (Counter-Narrative) کیسے تیار کیا جا سکتا ہے جو ڈیجیٹل میڈیا کے منفی اثرات کا مقابلہ کر سکے؟

منہج تحقیق

اس تحقیق کے لیے تجزیاتی منہج تحقیق کو اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کا بنیادی رخ یہ ہے کہ پہلے موجودہ ڈیجیٹل منظر نامے اور نوجوانوں کے رویوں کی وضاحت کی جائے اور پھر مختلف نظریات (جیسے سوشل لرننگ تھوری اور ایجنڈا سیٹنگ تھوری) کی مدد سے ان کا علمی تجزیہ کیا جائے۔ تحقیق میں صرف نظریاتی بحث پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اسے پاکستانی معاشرے کے مخصوص حالات، یہاں

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

کے تعلیمی نظام اور مذہبی و سماجی پس منظر کے تناظر میں دیکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، اسلامی اصولوں کو ایک بنیادی پیمانے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے تاکہ ڈیجیٹل دور کے چیلنجز کا ایک مضبوط اور اخلاقی حل تلاش کیا جا سکے۔

مبحث اوّل: تمہید و نظریاتی پس منظر

انسانی تاریخ کے ہر دور میں یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ معاشرتی و فکری تشکیل کا بنیادی سرچشمہ محض مادی عوامل نہیں بلکہ وہ بیانیے (Narratives) ہیں جو اقوام کے شعور میں راسخ ہو کر ان کے اجتماعی لاشعور کو مکتبِ تفسیر عطا کرتے ہیں۔ بیانیہ محض ایک قصہ یا بیان نہیں، بلکہ یہ ایک ایسی فکری و معنوی ساخت ہے جو اجتماعی تصورات، اقداری ترجیحات، اور فہمِ حقیقت کی سمت متعین کرتی ہے۔ ارسطو سے لے کر معاصر ابلاغی مفکرین تک، بیانیے کو فہمِ عالم کی تنظیم (Understanding) قرار دیا گیا ہے، جو انسان کو محض معلوماتی نہیں بلکہ معنوی ربط فراہم کرتا ہے۔ عربی تراث میں بیانیہ کی بنیاد قصص کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے، جو محض تاریخی روایات نہیں بلکہ اخلاقی و فکری ہدایت کے وسیلے ہیں۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ1

ہم تمہیں ان کا واقعہ حق کے ساتھ سناتے ہیں۔

قرآنی قصص کا یہ اسلوب بیانیے کی اس نوعیت کو ظاہر کرتا ہے جو واقعات کے بیان سے آگے بڑھ کر ان کی فکری معنویت کو آشکار کرتا ہے۔ بیانیہ یہاں تاریخی روایت نہیں بلکہ اخلاقی و ایمانی تبیین بن جاتا ہے۔ بیانیے کی یہی جہت اسلامی فکر میں انسان کے شعورِ ایمان اور اجتماعی عمل کی اساس بن گئی۔ مغربی علمی روایت میں بیانیہ کا تصور فلسفۂ تاریخ اور ابلاغیاتی نظریات دونوں میں ارتقاء پذیر ہوا۔ ژاں فرانسوا لیوتار (Jean-François Leotard) کے نزدیک Grand Narratives وہ بڑے نظریاتی سانچے ہیں جو انسانی علم کو معنی دیتے ہیں، مگر جدیدیت کے بعد یہ سانچے شکست و ریخت کا شکار ہو گئے .2 اس کے برعکس والٹر فشر نے بیانیے کو انسانی ابلاغ کی فطری اساس قرار دیتے ہوئے اسے "Homo Narran" یعنی کہانی سنانے والا انسان کی صفت سے تعبیر کیا، جبکہ اسلامی تناظر میں بیانیہ محض تجرباتی بیان نہیں، بلکہ وحی سے ماخوذ مقصدی ہدایت کا حامل نظامِ معنی ہے، جو فرد اور معاشرہ دونوں کو اخلاقی ربط عطا کرتا ہے۔

جوابی بیانیہ (Counter-Narrative) کی فکری جہت

بیانیے کے مقابل میں جوابی بیانیہ اس وقت ابھرتا ہے جب غالب فکری سانچے یا ابلاغی نظم کسی مخصوص فہمِ حقیقت کو مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلامی علمی روایت میں اس جوابی عمل کی جھلک امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اصول میں دیکھی جا سکتی ہے، جو معاشرتی سطح پر فکری تصحیح کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ یہ فکری اصول دراصل جوابی بیانیے کی اساس فراہم

1 الکہف:13

2 Lyotard, *The Postmodern Condition: A Report on Knowledge* (Minneapolis: University of Minnesota Press, 1984), p: 27

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کرتا ہے، جو فرد کو شخصی یا گروہی تعصبات سے آزاد کر کے فکری استقلال عطا کرتا ہے۔ یہی وہ زاویہ ہے جس سے جدید جوابی بیانیہ (counter-narrative) محض ردِ عمل نہیں بلکہ شعوری و اخلاقی مزاحمت کی ایک منظم حکمتِ عملی بن جاتا ہے۔

نوجوان اور میڈیا کے تعلق پر نظریاتی فریم ورک

معاصر ابلاغیاتی نظریات کے مطابق میڈیا نہ صرف معلومات فراہم کرتا ہے بلکہ انسان کے شعور کی تشکیلِ مجدد کا ذریعہ بنتا ہے۔ جرج گرنر (George Gerbner) نے Cultivation Theory میں واضح کیا کہ طویل المدتی میڈیا مشاہدہ فرد کے ذہنی افق میں ایک تشکیلی حقیقت پیدا کرتا ہے جو بالآخر معاشرتی تاثر (social perception) بن جاتی ہے۔[3] اسی طرح میڈیا ایجنڈا اسیٹنگ تھیوری (Agenda Setting Theory) جسے میک کومبس (McCombs) اور شاؤ (Shaw) نے 1972 میں پیش کیا، اس بات کو مبرہن کرتی ہے کہ میڈیا عوام کو یہ نہیں بتاتا کہ کیا سوچنا ہے، بلکہ یہ طے کرتا ہے کہ کس بارے میں سوچنا ہے۔ اس نظریے کی روشنی میں ڈیجیٹل میڈیا پر رواں بیانیے دراصل ترجیحی بیانیے (priority narratives) بن کر معاشرتی شعور کی سمت طے کرتے ہیں۔ بینڈورا (Albert Bandura) کی Social Learning Theory کے مطابق فرد دوسروں کے مشاہدے سے سیکھتا ہے؛ ڈیجیٹل عہد میں یہ مشاہدہ Influencers، Digital Icons اور Content Creators کے ذریعے ممکن ہوتا ہے، جو نوجوانوں کے رویوں، زبان، اور اقدار کو شعوری و غیر شعوری سطح پر متأثر کرتے ہیں۔ اسلامی علمی روایت میں یہی اصول اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کے تصور میں جلوہ گر ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [4]

بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو۔

یہ قرآنی تبیین اس نکتے کو اجاگر کرتی ہے کہ مشاہدہ و اقتداء انسان کی فکری و اخلاقی تربیت کا بنیادی ذریعہ ہے؛ مغربی تھیوریز کے برعکس اسلام اس مشاہدے کو اخلاقی مقصد سے وابستہ کرتا ہے۔

پاکستانی سماجی و ثقافتی تناظر اور ڈیجیٹل ارتقاء

پاکستانی معاشرہ اپنے آغاز سے ہی فکری و تہذیبی تنوع کا حامل رہا ہے، مگر اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ نے اس تنوع کو ایک نئی تشکیل بخشی۔ 2005 کے بعد موبائل انٹرنیٹ کی دستیابی اور 2010 کے بعد سوشل میڈیا پلیٹ فارمز (Facebook، Twitter، YouTube) کے پھیلاؤ نے نہ صرف ابلاغی ذرائع بلکہ فکری سانچوں کو بھی بدل دیا۔ اس فکری تغیر کا ایک پہلو یہ ہے کہ اب نوجوان براہِ راست عالمی بیانیوں سے متصل ہیں، جہاں شناخت، مذہب، اور اخلاقیات جیسے تصورات مسلسل سوالیہ شکل اختیار کر رہے ہیں۔ اس تغیر نے فکری آزادی کے ساتھ فکری انتشار کی راہیں بھی کھولی ہیں۔

3 Gerbner, *Communication and the Humanization of Man*, (New York: Harper & Row, 1967), p:14

4 الاحزاب:21

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

مبحث دوم: پاکستانی نوجوان اور ڈیجیٹل میڈیا کا باہمی رشتہ

پاکستان میں نوجوان آبادی کا تناسب آبادیاتی طور پر سب سے بڑا طبقہ ہے۔ پاکستان بیورو آف اسٹیٹسٹکس کے مطابق، ملک کی تقریباً 64 فیصد آبادی 30 سال سے کم عمر پر مشتمل ہے، جو سماجی، ثقافتی اور سیاسی تشکیل کا بنیادی محرک بن چکی ہے۔ عصرِ حاضر میں اس نسل کا سب سے طاقتور وسیلہ ڈیجیٹل میڈیا ہے، جو ان کے شعور، ترجیحات، اور فکری سمت کی تعمیرِ نو میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ اس نئی ابلاغی دنیا نے جہاں نوجوانوں کو اظہارِ رائے کی وسعت اور سماجی شمولیت کے مواقع فراہم کیے ہیں، وہیں یہ ایک ایسا فکری و نفسیاتی دباؤ بھی تخلیق کر رہی ہے جس کے اثرات فرد کے وجود سے بڑھ کر اجتماعی اخلاقیات تک جا پہنچے ہیں۔ گویا ڈیجیٹل ذرائع اب محض معلوماتی آلات نہیں بلکہ نئے شعور کے سانچے ہیں جن کے ذریعے نوجوان اپنے عہد کی تعبیر کرتے ہیں۔

پاکستانی نوجوانوں کے میڈیا استعمال کے رجحانات

پاکستانی نوجوانوں کے میڈیا استعمال کی نوعیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، انفلوئنسر کلچر، اور آن لائن کمیونٹیز کے باہمی تعلق کو دیکھا جائے۔ پیو ریسرچ سینٹر کی ایک رپورٹ کے مطابق جنوبی ایشیائی ممالک میں پاکستان ان چند معاشروں میں شامل ہے جہاں نوجوان طبقہ روزانہ اوسطاً تین سے چار گھنٹے ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر صرف کرتا ہے۔[5] یہ استعمال محض تفریحی نہیں، بلکہ سیاسی و مذہبی بیانیوں، ثقافتی شناخت، اور سماجی رویوں کی تشکیل کا ذریعہ بن چکا ہے۔ مختلف آن لائن گروپس اور انفلوئنسرز نے ایک ایسا ڈیجیٹل عوامی دائرہ (Digital Public Sphere) پیدا کر دیا ہے جس میں فکری اثرات کا تبادلہ تیز تر اور گہرائی میں زیادہ مؤثر ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں فرد کا ذاتی وجود آن لائن اجتماعی ضمیر میں تحلیل ہوتا نظر آتا ہے۔ ڈیجیٹل عہد میں یہ قول نئی معنویت اختیار کر چکا ہے، جہاں نوجوانوں کی سماجی وقعت ان کے ڈیجیٹل اظہار اور آن لائن تخلیقی صلاحیت سے متعین ہوتی ہے۔

تعلیم، سیاست، مذہب اور ثقافت میں ڈیجیٹل اثرات

ڈیجیٹل ذرائع نے پاکستانی نوجوانوں کی فکری ساخت میں وہ تغیر پیدا کیا ہے جسے علمی و تہذیبی متابعت (Cognitive Convergence) کہا جا سکتا ہے۔ تعلیم کے میدان میں آن لائن لرننگ پلیٹ فارمز اور ایجوکیشنل یوٹیوب چینلز نے علم کی فراہمی کو جغرافیائی حدود سے ماورا کر دیا ہے۔ تاہم، علم کی فراوانی نے اس کی گہرائی کو متاثر کیا، کیونکہ علم کی وسعت اب فہم کی سطحیت میں بدلتی جا رہی ہے۔ سیاست میں ڈیجیٹل میڈیا نے نوجوانی کی سیاست (Youth Politics) کو از سرِ نو متشکل کیا ہے۔ 2018 کے بعد سے پاکستان میں سیاسی جماعتوں نے ڈیجیٹل ووٹر بیس کو متحرک کرنے کے لیے سوشل میڈیا کو بطورِ سیاسی ہتھیار استعمال کیا۔ یہی وہ رجحان ہے جسے کاس سنسٹین نے ایکو چیمبرز آف ڈیموکریسی سے تعبیر کیا، جہاں فرد اپنی پسندیدہ معلوماتی دائرے میں محصور ہو جاتا ہے۔[6] مذہبی میدان میں ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے تبلیغ، مناظرہ، اور فکری

5 Pew Research Center, *Social Media Use in Emerging Economies* (Washington D.C.: Pew Research Center, 2022), p:18
6 Sunstein, *Republic.com 2.0* (Princeton: Princeton University Press, 2007), p: 41

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

مکالمے کی نئی جہتیں پیدا کی ہیں۔ معروف محقق گیرے آر بنٹ Gary R. Bunt نے اپنی کتاب Hashtag Islam میں اس رجحان کو Cyber Islam کے عنوان سے بیان کیا ہے، جہاں مذہبی شناخت آن لائن اظہار کا ذریعہ بنتی جا رہی ہے۔7 ثقافتی سطح پر، ڈیجیٹل میڈیا نے نوجوانی کی ثقافت (Youth Culture) میں ایک طرح کی ہائبرڈ شناخت پیدا کی ہے، ایک ایسی شناخت جو بیک وقت مقامی بھی ہے اور عالمی بھی۔ اس کی ایک جھلک پاکستانی موسیقی، فیشن، اور آن لائن مزاح میں واضح دکھائی دیتی ہے، جہاں روایتی اور جدید اقدار ایک نئی ثقافتی آمیزش کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہیں۔

نوجوانوں کی شناخت، اقدار، اور طرزِ فکر کی تشکیل میں ڈیجیٹل میڈیا کا کردار

ڈیجیٹل میڈیا کے زیرِ اثر نوجوانوں کی فکری شناخت اب Postmodern Selfhood کی شکل اختیار کر چکی ہے، ایک ایسی شناخت جو مسلسل بدلتی رہتی ہے، غیر مرکزی (de-centered) ہے، اور اپنی معنویت کو لائکس اور ویوز کے عددی معیار سے اخذ کرتی ہے۔ یہ رجحان دراصل تصورِ خود (Self-concept) کے بکھراؤ کی علامت ہے۔ جہاں ماضی میں نوجوان کی شناخت مذہب، خاندان، یا وطن سے منسلک تھی، وہاں اب ڈیجیٹل مرئیت (Digital Visibility) اس کی قدر کا پیمانہ بن گئی ہے۔ اس صورتِ حال میں وہ قرآنی توازن جو انسان کے شعورِ ذات اور شعورِ رب کے درمیان قائم تھا، کمزور ہوتا نظر آتا ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ8

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اس نے بھی انہیں ان کی اپنی ذاتوں کو بھلا دیا۔ یہی لوگ فاسق ہیں۔

یہ فکری تبدیلی دراصل ڈیجیٹل وجودیات (Digital Ontology) کا مظہر ہے، جہاں نوجوان اپنی شناخت کو وجودِ حقیقی سے منقطع کر کے مجازی شناخت میں تحلیل کر دیتے ہیں۔

ڈیجیٹل لٹریسی اور Critical Thinking کی سطح

ڈیجیٹل لٹریسی محض سوشل میڈیا کے استعمال کی مہارت نہیں بلکہ معلوماتی فہم، اخلاقی احتیاط، اور تنقیدی شعور کا امتزاج ہے۔ پاکستان میں نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد اگرچہ ڈیجیٹل طور پر فعال ہے، مگر Critical Digital Literacy کے فقدان نے انہیں معلوماتی دھوکے (Information Deception) اور Disinformation Campaigns کے لیے حساس بنا دیا ہے۔ یہی وہ کمزوری ہے جس نے نوجوانوں کو ڈیجیٹل صارف سے ڈیجیٹل پروڈکٹ بنا دیا ہے، وہ اپنی توجہ، وقت، اور شعور کو نادانستہ طور پر ڈیجیٹل سرمایہ داریت کے نظام میں بیچ دیتے ہیں۔ اس مبحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستانی نوجوانوں اور ڈیجیٹل میڈیا کے باہمی تعلق نے ایک ایسے فکری و وجودی تغیر کو جنم دیا ہے جو بیک وقت طاقت اور کمزوری دونوں کا مظہر ہے۔

---

7 Bunt, *Hashtag Islam: How Cyber-Islamic Environments Are Transforming Religious Authority* (Chapel Hill: University of North Carolina Press, 2018), p: 63

8 الحشر:19

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

یہ تعلق اگر فکری تربیت، اخلاقی رہنمائی، اور علمی احتیاط کے ساتھ استوار کیا جائے تو یہی میڈیا احیاءِ شعور کا وسیلہ بن سکتا ہے، ورنہ یہ زوالِ فکر کی طرف لے جانے والا خاموش دھارا ہے۔

مبحث سوم: بیانیوں کی تشکیل اور فکری اثرات

عصرِ حاضر کا سب سے مؤثر میدانِ عمل بیانیاتی کشمکش کا ہے۔ جدید دنیا میں طاقت، محض عسکری یا معاشی برتری کا نام نہیں رہی بلکہ وہ ان نظریاتی سانچوں کی تشکیل سے عبارت ہے جن کے ذریعے معاشرے اپنی فکری جہت متعین کرتے ہیں۔ ڈیجیٹل میڈیا نے اس بیانیاتی عمل کو غیر معمولی تیزی عطا کر دی ہے۔ اب ہر فرد محض information consumer نہیں بلکہ narrative participant ہے، وہ بیانیے کو تشکیل دینے، پھیلانے اور ردّ کرنے کا فعال کردار ادا کرتا ہے۔ بیانیے دراصل وہ فکری سانچے ہیں جو حقیقت کی تعبیر کو متعین کرتے ہیں، اور یہی تعبیر آخرکار سیاسی و ثقافتی ترجیحات میں ڈھل جاتی ہے۔ قرآنِ مجید اس حقیقت کو ایک نہایت بلیغ تمثیل میں یوں بیان کرتا ہے:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ 9

اللہ ایمان والوں کو ثابت قول پر دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

یہ بیانیاتی استقامت دراصل فکری ثبات کی علامت ہے، جو ہر دور کے ذہنی فتنوں کے مقابلے میں ایک فکری و اخلاقی پناہ گاہ کا کردار ادا کرتی ہے۔

ڈیجیٹل میڈیا پر غالب بیانیے: سیاسی، مذہبی، لسانی، صنفی اور قومی جہتیں

ڈیجیٹل میدان میں بیانیوں کی تشکیل کثیر الابعاد عمل ہے۔ پاکستانی ڈیجیٹل فضا میں چار مرکزی بیانیاتی رجحانات نمایاں ہیں: سیاسی، مذہبی، لسانی، اور صنفی۔ سیاسی بیانیہ اس وقت ڈیجیٹل عوامیت (Digital Populism) کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مختلف سیاسی جماعتیں اپنے بیانیوں کو تقویت دینے کے لیے سوشل میڈیا افواج تشکیل دے چکی ہیں۔ مذہبی بیانیوں کے میدان میں ایک نئی نوعیت کی رقابت جنم لے چکی ہے۔ ڈیجیٹل تبلیغی چینلز اور آن لائن مذہبی شخصیات نے عوامی مذہب (popular religion) کو algorithmic religion میں تبدیل کر دیا ہے، یعنی مذہبی بیانیہ اب سرچ انجنز اور ویڈیوز کے ویوز کے تابع ہے۔ اس تبدیلی نے مذہب کی معنوی گہرائی کو ڈیجیٹل سطحیت میں بدل دیا ہے۔ لسانی اور قومی بیانیوں نے بھی ڈیجیٹل اظہار کے ذریعے اپنی جگہ بنائی ہے۔ جہاں ایک طرف قومی یکجہتی کے پیغامات ہیں، وہیں لسانی خود مختاری کے مباحث نے تقسیم کے نئے پہلو پیدا کیے ہیں۔ صنفی بیانیوں میں ڈیجیٹل نسائیت ایک قابلِ ذکر مظہر ہے۔ خواتین کے آن لائن نیٹ ورکس نے صنفی شعور کو عالمی مباحث سے جوڑ دیا ہے، مگر اس کے ساتھ مغربی فکری اثرات نے مقامی اقدار کے ساتھ ایک غیر مرئی کشمکش بھی پیدا کر دی ہے۔

9 ابراہیم: 27

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

نوجوان طبقے پر ان بیانیوں کے اثرات

پاکستانی نوجوان ڈیجیٹل بیانیوں کے سب سے بڑے وصول کنندہ (recipient) اور بیک وقت ان کے تخلیق کار بھی ہیں۔ ان بیانیوں کے اثرات تین جہات میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں :الف؛ فکری تقسیم، ب؛ نظریاتی التباس، اور ج؛ شعوری بیداری۔ فکری تقسیم کی صورت میں نوجوان مختلف بیانیاتی گروہوں کے درمیان ڈیجیٹل قبائلیت (Digital Tribalism) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ سیاسی یا مذہبی اختلاف اب محض رائے نہیں بلکہ شناخت بن چکی ہے۔ اس رجحان کو جوناتھن ہیڈٹ نے اخلاقی پولرائزیشن سے تعبیر کیا ہے، جس میں فرد اپنی شناخت کو اخلاقی درستگی کے بیانیے سے جوڑ لیتا ہے۔[10] نظریاتی الجھن اس وقت پیدا ہوتی ہے جب مختلف متضاد بیانیے ایک ہی ذہن میں بیک وقت جگہ پاتے ہیں، نتیجتاً یقین کی جگہ شبہ اور استقامت کی جگہ بے سمتی جنم لیتی ہے۔ قرآن نے اسی حالت کی طرف اشارہ کیا:

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا [11]

ان کے دلوں میں (ایمان کا) مرض ہے تو اللہ نے ان کے مرض کو اور زیادہ کر دیا۔

یہ فکری بیماری اُس وقت شدت اختیار کرتی ہے جب نوجوان کسی فکری اتھارٹی کے بغیر محض الگورتھمک سفارشات پر فہمِ حقیقت قائم کرتے ہیں۔ تاہم، اسی ڈیجیٹل فضا میں ایک اقلیت ایسی بھی ابھری ہے جو شعوری بیداری اور تنقیدی فکر کے ذریعے ان بیانیوں کی تحلیل کر رہی ہے۔ یہی طبقہ مستقبل میں Digital Intelligentsia کے طور پر سامنے آسکتا ہے۔

ریاستی و غیر ریاستی عناصر کی Narrative Engineering

بیانیے کی تشکیل ایک منظم حکمتِ عملی ہے جو Narrative Engineering کہلاتی ہے۔ اس میں ابلاغی، نفسیاتی، اور سیاسی اوزاروں کے ذریعے مخصوص فکری ترجیحات پیدا کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں ریاستی سطح پر National Narrative کی تشکیل کی متعدد کوششیں کی گئیں، مثلاً پیغامِ پاکستان کا اعلامیہ، جس کا مقصد مذہبی انتہاپسندی کے مقابل متوازن بیانیہ پیش کرنا تھا۔ تاہم، غیر ریاستی عناصر نے بھی اپنے بیانیوں کی تعمیر میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو بطورِ ہتھیار استعمال کیا۔ Peter Pomerantsev نے اسے معلومات کی جنگ کہا ہے، جس میں فیک نیوز، ویژول پروپیگنڈا، اور جذباتی کہانیاں حقیقت کا متبادل بن جاتی ہیں۔[12] یہی عمل ڈیجیٹل بیانیاتی جنگ کو ایک semiotic battlefield بنا دیتا ہے، جہاں معنی کی ملکیت ہی طاقت کا نیا پیمانہ بن جاتی ہے۔

10 Haidt, *The Righteous Mind: Why Good People Are Divided by Politics and Religion* (New York: Pantheon Books, 2012), p: 89

11 البقرۃ:10

12 Pomerantsev, *This Is Not Propaganda: Adventures in the War Against Reality* (New York: Public Affairs, 2019), p: 37

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

عالمی بیانیوں کا پاکستانی نوجوانوں پر اثر

عالمی سطح پر عالمگیریت نے ابلاغی فضا کو ایک مشترک میدان میں بدل دیا ہے۔ مغربی بیانیے اپنی soft power کے ذریعے ثقافتی تسلط قائم کر رہے ہیں، اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اس کے اہم ترین اوزار ہیں۔ جوزف نی کے مطابق:

Soft power rests on the ability to shape the preferences of others through attraction rather than coercion.[13]

یہی کشش پاکستانی نوجوانوں کی فکری ساخت میں داخل ہو کر ان کی اقداری سمت کو تبدیل کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں، Digital Colonialism کی صورت میں مغربی کارپوریشنز علم، ثقافت، اور ابلاغ پر بالواسطہ تسلط قائم کر چکی ہیں۔ یعنی معلومات کی وہ نو آبادیات ہے جو ذہنوں کو قابو میں لیتی ہے۔[14]

یہ نو آبادیاتی دباؤ پاکستانی نوجوانوں کے فکری افق پر ایک خاموش مگر گہرا اثر ڈال رہا ہے، جہاں مقامی روایت اپنی معنوی خود مختاری کھونے کے خطرے سے دوچار ہے۔ بیانیے کی تشکیل اور اثرات کا یہ پورا نظام محض معلوماتی تفاعل نہیں بلکہ فکری بالادستی کا ایک منظم مظہر ہے۔ نوجوان طبقہ، جو مستقبل کا فکری و اخلاقی معمار ہے، اسی بیانیاتی میدان کا اصل ہدف ہے۔ اگر اس نسل نے تنقیدی بصیرت، علمی شعور، اور وحیاتی مرجعیت کو اپنی فکری اساس نہ بنایا، تو ڈیجیٹل بیانیے محض اظہار کے نہیں، بلکہ ادراک کے قابض نظام بن جائیں گے۔

مبحث چہارم: خطرات اور تحدیات

ڈیجیٹل عہد کی بظاہر روشن دنیا دراصل ایک فکری دھوپ اور سایہ کا منظر نامہ پیش کرتی ہے۔ جہاں اس نے اظہار، تعلیم، اور شعور کے بے مثال امکانات فراہم کیے، وہیں اس نے غلط معلومات، نفرت انگیزی، اخلاقی انحطاط، اور وجودی اضطراب جیسے خطرات و تحدیات کو بھی جنم دیا۔ ان خطرات کی تہہ میں وہ بیانیاتی ساخت کارفرما ہے جو حقیقت کو توڑ مروڑ کر پیش کرتی ہے، اور نوجوان ذہن کو تصویرِ کاذب کے دائرے میں قید کر دیتی ہے۔

غلط معلومات (Misinformation) اور جھوٹے بیانیوں (Disinformation) کا پھیلاؤ

ڈیجیٹل میڈیا کی دنیا میں سب سے بڑا خطرہ حقیقت کی مسخ شدگی ہے۔ اب سچ اور جھوٹ کے درمیان لکیر دھندلا چکی ہے۔ misinformation(غلط معلومات) نادانستہ طور پر پھیلتی ہے، جبکہ disinformation(جھوٹا بیانیہ) ایک منظم سازش کے تحت تیار کیا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم اس ذہنی و فکری فتنہ کی تصویر ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ 15

13 Nye, *Soft Power: The Means to Success in World Politics* (New York: Public Affairs, 2004), p: 5

14 Couldry & Mejias, *The Costs of Connection: How Data is Colonizing Human Life and Appropriating It for Capitalism* (Stanford: Stanford University Press, 2019), p: 23

15 البقرۃ:9

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

یہ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ یہ خود اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں اور انہیں شعور نہیں ہے۔

یہ آیت انسانی فریبِ ادراک کی نفسیات کو ظاہر کرتی ہے، جو جدید میڈیا میں سچائی کے متوازی جعلی حقائق (manufactured facts) تخلیق کرتی ہے۔ہنّا ارینڈٹ (Arendt) نے اس فریب کو organized lying سے تعبیر کیا ہے۔

The ideal subject of totalitarian rule is not the convinced Nazi or Communist, but people for whom the distinction between fact and fiction no longer exists.16

کسی جابرانہ نظام کے لیے بہترین رعایا وہ نہیں جو نظریاتی طور پر وابستہ ہو، بلکہ وہ ہے جو حقیقت اور فسانے میں تمیز کھو بیٹھے

ڈیجیٹل عہد میں یہ organized lying الگورتھم، بوٹس، اور جھوٹی تصویروں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جہاں فریب ایک ہنر بن گیا ہے، اور سچائی ایک الجھن۔

ڈیجیٹل انحصار، ذہنی صحت، اور وقت کے ضیاع کے اثرات

ڈیجیٹل عہد میں انسانی شعور ایک نئی قسم کے انحصار (dependency) میں گرفتار ہو چکا ہے۔ یہ انحصار بظاہر معلوماتی آسودگی فراہم کرتا ہے، مگر باطن میں نفسیاتی تنہائی، اضطراب، اور مقصدی خلا پیدا کرتا ہے۔ یہ نقصان صرف مالی یا جسمانی نہیں بلکہ وجودی (existential) بھی ہے، جب انسان اپنے وقت کو ضائع کر کے اپنی معنویت کھو دیتا ہے۔ پرائیویسی، سائبر سکیورٹی، اور اخلاقی حدود کی پامالیڈ یجیٹل دنیا میں پرائیویسی محض setting نہیں بلکہ اخلاقی تحفظ کا مسئلہ ہے۔ ڈیٹا اب ایک نئی معیشت کا ایندھن ہے، جس کے ذریعے کارپوریشنز انسانی عادات، پسندیدگیوں، اور حتیٰ کہ خیالات تک کو تجارتی مال میں بدل چکی ہیں۔

ریاستی و سماجی اداروں کی کمزور ڈیجیٹل حکمتِ عملی

پاکستان میں ڈیجیٹل خطرات کے مقابل ریاستی و سماجی ادارے اب تک ایک مربوط حکمتِ عملی وضع کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ Digital policy vacuums نے misinformation، نفرت انگیزی، اور سائبر حملوں کے خلاف مؤثر ردِ عمل کو مشکل بنا دیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں digital literacy کی عدم موجودگی نے نوجوانوں کو غیر مصدقہ معلومات کے سیلاب کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ یہ تمام خطرات اس امر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ ڈیجیٹل عہد محض ٹیکنالوجی کا انقلاب نہیں بلکہ اخلاقی و فکری امتحان بھی ہے۔ نوجوان نسل کے لیے اصل چیلنج ڈیجیٹل مہارت حاصل کرنا نہیں بلکہ فکری

16 Arendt, *The Origins of Totalitarianism* (New York: Harcourt, Brace & Co., 1951), p: 474

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

امتیاز، اخلاقی توازن، اور معنوی بصیرت کو برقرار رکھنا ہے۔ کیونکہ بیانیاتی جنگ کا سب سے پہلا میدان ذہن ہے، اور سب سے آخری دفاع ضمیر۔

مبحث پنجم: جوابی بیانیے کی تشکیل اور حکمتِ عملی

عصرِ حاضر کے ابلاغی ہنگاموں میں، جہاں ہر تصور، نظریہ، اور قدر ڈیجیٹل بیانیوں کے بہاؤ میں تحلیل ہونے لگے ہیں، وہاں جوابی بیانیہ محض ایک دفاعی تدبیر نہیں بلکہ وجودی استقامت (existential resilience) کا نام بن چکا ہے۔ جو قومیں اپنی فکری روایت کو عصری ذرائع سے ہم آہنگ کر کے نئی معنویت پیدا کرتی ہیں، وہی تاریخ کے بیانیاتی افق پر باقی رہتی ہیں۔ پاکستانی نوجوانوں کے لیے جوابی بیانیہ دراصل فکری اصلاح، اخلاقی تزکیہ، اور قومی شعور کا مجموعہ ہونا چاہیے، نہ کہ محض ردِ عمل کا بیان۔

اسلامی اور قومی تناظر میں مثبت بیانیے کی بنیادیں

اسلامی تہذیب کا بیانیہ ہمیشہ توحید، عدل، اور کرامتِ انسانی کے اصولوں پر قائم رہا ہے۔ یہی وہ تین ستون ہیں جن پر کوئی پائیدار اور مثبت بیانیہ تعمیر ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید نے بیانیۂ خیر کی اساس یوں رکھی:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ [17]

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلاؤ، اور ان سے بہترین انداز میں بحث کرو۔

یہ آیت جوابی بیانیے کے لیے فکری اور اخلاقی دونوں پہلو متعین کرتی ہے، کہ دلیل کے ساتھ خیر خواہی، اور تنقید کے ساتھ اخلاق لازم ہے۔ محمد اقبال نے بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر،
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ[18]

یعنی جوابی بیانیے کی حقیقی قوت اداروں یا حکومتوں سے زیادہ افراد کے اخلاقی شعور میں مضمر ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے بیانیہ محض اظہار نہیں بلکہ امانتِ علم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً[19]

میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

یہ روایت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ علم کی ترسیل، اگر وہ خیر پر مبنی ہو، ایک مقدس ذمہ داری ہے۔ اسی پر جوابی بیانیے کا فکری جوہر قائم ہے۔

---

17 النحل:125

18 Iqbal, Allama Muhammad, *Kulliyat-e-Iqbal* (Lahore: Sheikh Ghulam Ali & Sons, 1973), p: 214

19 بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (قاہرہ، المطبعۃ السلفیۃ، 1313ھ)، ج1، ص44۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

تعلیمی اداروں، میڈیا، علماء اور سول سوسائٹی کا کردار

جوابی بیانیہ محض نظریاتی بحث سے نہیں ابھرتا بلکہ ادارتی، تعلیمی اور اجتماعی عمل سے وجود میں آتا ہے۔ تعلیمی ادارے نوجوانوں کو محض ہنر نہیں بلکہ فکر کی تہذیب سکھائیں۔ نصاب میں ڈیجیٹل دور میں اسلامی اخلاقیات جیسے مضامین شامل کیے جائیں تاکہ نوجوان یہ سمجھ سکیں کہ ڈیجیٹل اظہار بھی عبادت کا ایک پہلو بن سکتا ہے۔ اگر میڈیا بیانیے کے دائرے کو وسعت دے، تو عوامی شعور میں بیداری پیدا کی جا سکتی ہے، نہ کہ غلامی۔ علمائے کرام اور مذہبی رہنماؤں کا کردار بھی نہایت اہم ہے۔ انہیں سوشل میڈیا منبر کو دعوت بالحکمہ کا پلیٹ فارم بنانا چاہیے۔ اسلامی خطابت کو ڈیجیٹل خطابت میں منتقل کرنے کا وقت آ چکا ہے جہاں وعظ کے ساتھ تنقید، اور نصیحت کے ساتھ تحقیق کا امتزاج ہو۔ سول سوسائٹی کو بین المذاہب ہم آہنگی اور ڈیجیٹل اخلاقیات کے ذریعے نوجوانوں کو بیانیاتی تنازعات سے نکال کر مشترک انسانی قدروں کی طرف لانا چاہیے۔

میڈیا لٹریسی اور نوجوانوں کی ڈیجیٹل تربیت

نوجوانوں کے لیے سب سے مؤثر دفاعی ہتھیار میڈیا لٹریسی ہے۔ یہ محض تکنیکی تربیت نہیں بلکہ فکری امتیاز کی مشق ہے، کہ کون سی خبر معتبر ہے، کون سا بیانیہ گمراہ کن ہے، اور کس تحریر کے پسِ منظر میں نظریاتی مقصد کارفرما ہے۔ اس نظریے کی روشنی میں پاکستان کے تعلیمی نظام میں Critical Media Studies کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ نوجوان صارف نہیں، ناقد بن سکیں۔ اسی تربیت سے algorithmic manipulation کے خلاف شعور پیدا ہو گا۔

نوجوان قیادت کی شمولیت اور ڈیجیٹل اخلاقیات کا فروغ

جوابی بیانیے کے لیے نوجوانوں کو محض مخاطب نہیں بلکہ معمار بنانا ہو گا۔ ڈیجیٹل اخلاقیات کے فروغ کے بغیر کوئی بیانیہ پائیدار نہیں۔ اسلامی تناظر میں اخلاقی تربیت کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اظہار کی آزادی کو ادبِ اظہار کے تابع رکھا جائے۔ قرآن نے فرمایا:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا 20

اور لوگوں سے بھلائی کی بات کہو۔

نصاب میں اصلاح یعنی جامعات میں Digital Civics اور Ethical Communication کے کورسز متعارف کرائے جائیں۔ ریاستی سطح پر Narrative Cell یعنی ایک قومی ادارہ تشکیل دیا جائے جو بیانیاتی بحرانوں پر تحقیقی و فکری ردِعمل مرتب کرے۔ میڈیا پلیٹ فارمز کی شراکت کے ذریعے سوشل میڈیا کمپنیوں کے ساتھ Local Content Moderation Framework تیار کیا جائے جو پاکستانی ثقافتی اقدار کے مطابق ہو۔ علمی اداروں اور مذہبی مراکز کا اشتراک یعنی علماء، محققین، اور اساتذہ پر مشتمل Digital Ethics Council قائم ہو جو ڈیجیٹل اخلاقی اصولوں کی رہنمائی کرے۔ سائبر قانون سازی میں اصلاح یعنی آزادیٔ اظہار اور قومی سلامتی کے درمیان توازن برقرار رکھنے کے لیے قوانین کو

20البقرۃ:83

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

جدید ابلاغی سیاق میں ڈھالا جائے۔ جوابی بیانیہ دراصل ردّ بیانیہ نہیں بلکہ فکرِ خیر کا اثبات ہے۔ یہ بیانیہ اس وقت ہی مؤثر ہو سکتا ہے جب وہ اسلامی وحی، قومی شعور، اور علمی توازن کی بنیاد پر استوار ہو۔ پاکستانی نوجوان اگر اپنی ڈیجیٹل شناخت کو اخلاق، علم، اور بصیرت کے ساتھ ہم آہنگ کر لیں تو وہ نہ صرف عالمی بیانیاتی دباؤ کا مقابلہ کر سکتے ہیں بلکہ ایک نئی فکری تہذیب کی بنیاد رکھ سکتے ہیں ایک ایسی تہذیب جو روحانیت میں گہری، علم میں وسیع، اور اظہار میں باوقار ہو۔

خلاصۂ کلام

پہلیمبحث میں بیانیے (Narrative) اور جوابی بیانیے (Counter-Narrative) کے تصورات کی وضاحت کی گئی کہ بیانیہ محض ایک کہانی نہیں بلکہ فکری تعبیرِ حقیقت ہے جو معاشروں کی اجتماعی شعور سازی کرتی ہے۔ یہ واضح ہوا کہ ڈیجیٹل میڈیا نے بیانیے کی نوعیت کو بدل کر اسے ایک کثیر سطحی فکری مظہر بنا دیا ہے، جہاں ہر فرد "Narrative Producer" کے طور پر فعال ہے۔ اسی حصے میں "Cultivation Theory, Agenda Setting Theory" اور "Social Learning Theory" جیسے ابلاغی نظریات کے ذریعے وضاحت کی گئی کہ کس طرح میڈیا مسلسل تکرار کے ذریعے ذہنی سانچے تشکیل دیتا ہے۔ پاکستانی تناظر میں ڈیجیٹل میڈیا نے نوجوانوں کے سماجی و فکری نظام کو نئی تشکیل دی ہے، جس کے نتیجے میں ثقافتی ہمہ گیری کے ساتھ ساتھ فکری انتشار بھی جنم لے رہا ہے۔ دوسر یمبحث میں پاکستانی نوجوانوں کے میڈیا استعمال کے رجحانات کا تجزیہ کیا گیا کہ کس طرح وہ فیس بک، یوٹیوب، انسٹاگرام، ٹک ٹاک اور ایکس (سابقہ ٹوئٹر) جیسے پلیٹ فارمز کے ذریعے شناخت سازی، اظہارِ ذات، اور فکری میلانات کو مرتب کرتے ہیں۔ یہ بھی واضح ہوا کہ ڈیجیٹل اثرات نے نوجوانوں کی تعلیمی سوچ، سیاسی شمولیت، مذہبی فہم، اور ثقافتی رویّوں کو ازسرِنو ترتیب دیا ہے۔ ڈیجیٹل اثرات کا یہ عمل بظاہر آزادی کا مظہر ہے مگر حقیقت میں یہ algorithmic dependency پیدا کر کے نوجوانوں کی تنقیدی صلاحیت کو محدود کرتا ہے۔ تحقیق نے یہ نکتہ بھی اجاگر کیا کہ نوجوانوں کی اکثریت میں Critical Thinking اور Digital Literacy کی سطح کمزور ہے، جس کے باعث وہ جھوٹے بیانیوں اور غیر مصدقہ معلومات کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ تیسری مبحث میں ڈیجیٹل فضا میں موجود غالب بیانیوں، سیاسی، مذہبی، لسانی، صنفی اور قومی، کا تجزیہ کیا گیا۔ یہ بیانیے اگرچہ عوامی شعور کی نمائندگی کرتے ہیں، مگر ان کے اندر نظریاتی کنٹرول اور فکری انجینئرنگ کے اثرات نمایاں ہیں۔ ریاستی و غیر ریاستی عناصر نے Narrative Engineering کے ذریعے ذہنوں کو مخصوص فکری سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کی، جبکہ عالمی سطح پر Soft Power اور Digital Colonialism نے پاکستانی نوجوانوں پر فکری اثرات مرتب کیے۔ یہ بھی نمایاں ہوا کہ نوجوان طبقہ تین سطحوں پر متاثر ہو رہا ہے) :الف (فکری تقسیم،) ب (نظریاتی الجھن، اور) ج (شعوری بیداری۔ اس میں ایک طرف شدت پسندی اور فکری انتشار ہے، اور دوسری طرف وہ باشعور اقلیت بھی جو Digital Intelligentsia کے طور پر ابھر رہی ہے۔ چوتھی مبحث میں ڈیجیٹل دنیا کے اخلاقی، نفسیاتی اور فکری خطرات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا۔ سب سے پہلا خطرہ misinformation اور disinformation کا ہے، جس نے حقیقت اور فریب کے درمیان لکیر مٹا دی ہے۔ دوسرا خطرہ شدت پسندی اور نفرت انگیزی کا ہے، جو جذباتی بیانیوں کے زیرِ اثر پیدا ہو کر سماجی ہم آہنگی کو تباہ کرتی ہے۔ تیسرا خطرہ ڈیجیٹل انحصار اور ذہنی صحت سے متعلق ہے، نوجوان اب hyper-

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

connectedہونے کے باوجود emotionally isolated ہیں۔چوتھا خطرہ پرائیویسی اور اخلاقی حدود کی پامالی ہے، جہاں انسان کا وجود ڈیٹا میں تبدیل ہو رہا ہے۔اور پانچواں خطرہ ریاستی و سماجی اداروں کی کمزور ڈیجیٹل حکمتِ عملی ہے، جس کے باعث پاکستان میں information manipulation کے خلاف کوئی منظم فکری دفاع موجود نہیں۔یہ تمام خطرات مجموعی طور پر اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ڈیجیٹل آزادی دراصل ڈیجیٹل اسیری کی شکل بھی اختیار کر سکتی ہے۔آخری مبحث میں جوابی بیانیے (Counter-Narrative) کی تشکیل کا فکری و عملی خاکہ پیش کیا گیا۔اسلامی اور قومی تناظر میں اس بیانیے کی بنیاد توحید، عدل، اور کرامتِ انسانی کے اصولوں پر رکھی گئی، اور قرآن و سنت کی روشنی میں دعوت بالحکمہ کو بیانیاتی توازن کی اساس قرار دیا گیا۔یہ تجویز پیش کی گئی کہ تعلیمی ادارے میڈیا لٹریسی، اخلاقی ابلاغ، اور تنقیدی مطالعہ کے مضامین شامل کریں، جبکہ میڈیا ادارے سچائی، شفافیت، اور خیر کے فروغ کے ضامن بنیں۔علمائے کرام اور سول سوسائٹی کو نوجوانوں کے ساتھ مل کر ڈیجیٹل اخلاقیات (Digital Ethics) کی ترویج کرنی چاہیے۔پالیسی سطح پرNational Narrative Cell ، Digital Ethics Councilاور Curricular Reform for Digital Awareness جیسے اقدامات تجویز کیے گئے۔یہ بھی واضح ہوا کہ جوابی بیانیہ محض ردِ عمل نہیں بلکہ تخلیقی و مثبت اظہار ہے، جو خیر، علم، اور شعور کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے۔

نتائج

اس تحقیق کے اہم نتائج درج ذیل نکات کی صورت میں سامنے آئے ہیں:

1. **شناخت کی تبدیلی:** تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ پاکستانی نوجوانوں کی انفرادی اور اجتماعی شناخت اب روایتی سماجی اداروں (خاندان، اسکول) کے بجائے ڈیجیٹل الگورتھمز سے متاثر ہو رہی ہے، جس کی وجہ سے ان کی سوچ میں گہرائی کے بجائے سطحی پن آرہا ہے۔
2. **ڈیجیٹل قبائلیت:** سوشل میڈیا کے مخصوص استعمال نے نوجوانوں کو چھوٹے چھوٹے نظریاتی گروہوں میں بانٹ دیا ہے، جہاں وہ صرف اپنی پسند کے بیانیے سنتے ہیں۔اس سے معاشرے میں مکالمے کی جگہ نظریاتی دوری اور انتہاپسندی نے لے لی ہے۔
3. **تنقیدی شعور کا فقدان:** ایک اہم نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستانی نوجوانوں کی بڑی تعداد ڈیجیٹل میڈیا پر بہت زیادہ متحرک تو ہے، لیکن ان میں ڈیجیٹل رٹلیسی یعنی معلومات کو پرکھنے اور سچ و جھوٹ میں تمیز کرنے کی صلاحیت بہت کم ہے، جس کی وجہ سے وہ آسانی سے گمراہ کن پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں۔
4. **ڈیجیٹل نوآبادیات:** عالمی بیانیے اور غیر ملکی ثقافتی اثرات ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے پاکستانی نوجوانوں کی مذہبی اور قومی اقدار کو مسلسل کمزور کر رہے ہیں۔اسے تحقیق میں نرم طاقت کے ذریعے ذہنی محکومی کا نام دیا گیا ہے۔
5. **حل اور حکمتِ عملی:** بحث کا نچوڑ یہ ہے کہ محض پابندیاں لگانے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔اس کا واحد حل جوابی بیانیہ کی تشکیل ہے جو اسلامی اصولوں (جیسے دعوت بالحکمت) اور جدید تعلیمی نصاب میں ڈیجیٹل اخلاقیات کی شمولیت پر مبنی ہو۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

سفارشات

1۔ نوجوانوں کو ڈیجیٹل ذرائع کے مؤثر اور ذمہ دارانہ استعمال کی عملی تربیت فراہم کی جائے۔ تعلیمی اداروں میں ایسے تربیتی پروگرام منعقد کیے جائیں جن میں جھوٹی خبروں کی پہچان، معلومات کی جانچ اور مثبت آن لائن طرزِ عمل کے بارے میں آگاہی دی جائے۔

2۔ سوشل میڈیا کے منفی اثرات کے ساتھ اس کے مثبت پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا جائے۔ یہ پلیٹ فارم تعلیمی رہنمائی، علمی تبادلہ، تحقیقی سرگرمیوں کے فروغ اور قومی ہم آہنگی کے استحکام میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

3۔ مؤثر جوابی بیانیے کی تشکیل میں مختلف سماجی اداروں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے:

جامعات طلبہ میں تحقیق، تنقیدی فکر اور علمی مکالمے کے رجحان کو فروغ دیں۔

اساتذہ طلبہ کی رہنمائی کریں تاکہ وہ معلومات کے ذرائع کا تنقیدی جائزہ لینے کے قابل ہو سکیں۔

والدین نوجوانوں کی ڈیجیٹل سرگرمیوں پر مثبت نگرانی رکھتے ہوئے ان میں ذمہ دارانہ رویّوں کو پروان چڑھائیں۔

4۔ ڈیجیٹل لٹریسی اور تنقیدی شعور کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نوجوانوں میں یہ صلاحیت پیدا کی جائے کہ وہ موصول ہونے والی معلومات کو بغیر تحقیق قبول کرنے کے بجائے اس کی صحت اور اعتبار کا جائزہ لے سکیں۔

5۔ قومی سطح پر میڈیا لٹریسی پروگرام متعارف کروائے جائیں تاکہ نوجوان ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کے فوائد اور نقصانات کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں اور گمراہ کن مواد سے محفوظ رہیں۔

6۔ اسکولوں، کالجوں اور جامعات کے نصاب میں ڈیجیٹل آگاہی سے متعلق موضوعات شامل کیے جائیں تاکہ طلبہ جدید معلوماتی ماحول کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکیں۔

7۔ والدین کے لیے تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ نئی ڈیجیٹل تبدیلیوں، آن لائن خطرات اور نوجوانوں کی فکری رہنمائی کے مؤثر طریقوں سے واقف ہو سکیں۔

8۔ آن لائن سرگرمیوں میں اسلامی اخلاقی اقدار کو فروغ دیا جائے۔ سچائی، دیانت، خبر کی تحقیق، دوسروں کے احترام اور ذمہ دارانہ اظہارِ رائے جیسے اصول نوجوانوں کے ڈیجیٹل رویّوں کا حصہ بننے چاہئیں۔

9۔ جامعات اور تحقیقی مراکز میں ایسے علمی فورمز یا یونٹس قائم کیے جائیں جو گمراہ کن بیانیوں کا تجزیہ کر کے تحقیق پر مبنی متبادل اور تعمیری بیانیے پیش کریں۔

10۔ غلط معلومات اور افواہوں کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لیے حقائق کی جانچ کے مؤثر نظام وضع کیے جائیں تاکہ مستند معلومات تک رسائی آسان ہو اور عوامی اعتماد میں اضافہ ہو۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

Bibliography

1. Al-Bukkari, Muhammad ibn Ismail, Sahih al Bukhari (Cairo: al-Maktabaʿah al-Salafīyah, 1313 AH),
2. Al-Qushayrī, Abū al-Husayn, Muslim ibn aHajjaj, Sahih Muslim (Nishapur: Dar al-Khilafaal -ʿIlmīya, 1330 AH),
3. Arendt, The Origins of Totalitarianism (New York: Harcourt, Brace & Co., 1951),
4. Bunt, Hashtag Islam: How Cyber-Islamic Environments Are Transforming Religious Authority (Chapel Hill: University of North Carolina Press, 2018),
5. Castells, The Power of Identity (Oxford: Blackwell Publishers, 1997),
6. Chomsky, Media Control: The Spectacular Achievements of Propaganda (New York: Seven Stories Press, 2002),
7. Couldry & Mejias, The Costs of Connection: How Data is Colonizing Human Life and Appropriating It for Capitalism (Stanford: Stanford University Press, 2019),
8. Gerbner, Communication and the Humanization of Man, (New York: Harper & Row, 1967),
9. Haidt, The Righteous Mind: Why Good People Are Divided by Politics and Religion (New York: Pantheon Books, 2012),
10. Hobbs, Digital and Media Literacy: Connecting Culture and Classroom (Thousand Oaks, CA: Corwin, 2011),
11. Howard, Lie Machines: How to Save Democracy from Troll Armies, Deceitful Robots, Junk News Operations, and Political Operatives (New Haven: Yale University Press, 2020),
12. Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal (Lahore: Sheikh Ghulam Ali & Sons, 1973),
13. Lyotard, The Postmodern Condition: A Report on Knowledge (Minneapolis: University of Minnesota Press, 1984),
14. Nye, Soft Power: The Means to Success in World Politics (New York: Public Affairs, 2004),
15. Pew Research Center, Social Media Use in Emerging Economies (Washington D.C.: Pew Research Center, 2022),
16. Pomerantsev, This Is Not Propaganda: Adventures in the War Against Reality (New York: Public Affairs, 2019),
17. Pratt, Religion and Extremism: Rejecting Diversity (London: Bloomsbury, 2018),
18. Snowden, Permanent Record (New York: Metropolitan Books, 2019),
19. Sunstein, Republic.com 2.0 (Princeton: Princeton University Press, 2007),

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

20.Tufekci, Twitter and Tear Gas: The Power and Fragility of Networked Protest (New Haven: Yale University Press, 2017),
21.Turkle, Alone Together: Why We Expect More from Technology and Less from Each Other (New York: Basic Books, 2011),
22.Digital Pakistan Policy Documents
23.HEC Digital Learning Initiatives Reports
24.Islamic Studies (Islamic Research Institute, IIUI)
25.Journal of Media Studies (University of the Punjab)
26.Ministry of IT & Telecommunication Pakistan Reports
27.Pakistan Economic Survey (Digital Sector)
28.Pakistan Journal of Social Sciences
29.PTA Annual Report 2024–25

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**